ایمانِ ابوطالب
از: اعلیٰحضرت امام اہلسنّت
الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی
فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام
١ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں
٢ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں
٣ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں
٤ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔
٥ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں
٦ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہب اں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں
٧ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔
٨ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
٩ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
١٠ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲ صفحہ [illegible])
MOHD. RAZVI. M. NAGARCHI
Opp. Jama Masjid BIJAPUR.

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ۔
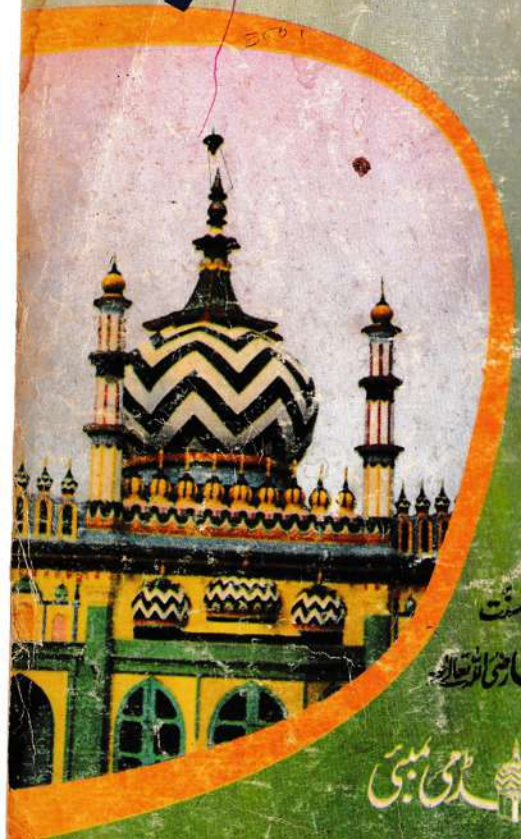
کلکِ رضاؔ ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعداؔ سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

تصنیف

مجدد المائۃ الحاضر حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب
قادری برکاتی بریلوی دام فیضہم القوی

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ حضرت شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸۲

نام کتاب ______

مصنف ______ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ______ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ______ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ______ رضا آفسٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم وفن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے، ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سُست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور وشور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولٰنا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی ومذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا وپکا خادم بنائے۔

اسیر مفتئ اعظم

محمد سعید نوری

بانی وسکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از بدایوں ۱۲۹۴ھ بعبارت سوال وثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کانچ مرسلہ جماعت اہل سنّت ساکنانان احمد آباد - ۶ جُمادی الاُولیٰ ۱۳۱۶ ہجری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید ابوطالب کو کافر اور ابُولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اِس سے انکار کرتا ہے کہ اُنھوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت ونصرت وحمایت ومحبّت بدرجۂ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ اہل بیت کے نزدیک وُہ مسلمان مرے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرحِ سفر السعادۃ میں فرمایا "کم ازان نباشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وحرفِ نگہدارند"۔ اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد اِن دونوں میں کون حق پر ہے اور ابوطالب کو مثل ابولہب وابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث صحیح وارد ہُوئی یا نہیں برتقدیر ثانی اُنھیں ضامن وکفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں بینوا بسند الکتاب توجروا من الملک الوھاب بیوم القیٰمۃ والحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ربنا و لوجھک الحمد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد لک الحمد علیٰ ما ھدیت وعفوت وعافیت ومنحت واولیت تبارکت و

تعالیت سبحٰنک رب البیت مستجیرین بجمال وجھک الکریم من عذابک الالیم شاھدین بان لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزک ھارب ولا یدرک مامنعت طالب ما علیک من واجب قدرت الاقدار ودورت الادوار وثبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس والجان ان سید خلھا وکان قد کان فیغلبہ الکتاب فاذا ھو خائب ویفعل فاعل فعال النیران فیحسب الجیران ومن طلع علیہ النیران ان سیوردھا وکان ندحان فیدرکہ القدر فاذا ھو تائب ارسلت خیر خلقک وسراج افقک محمدا لمبعوث بیسرک ورفقک بشیرا ونذیرا وسراجا منیرا ملاٗ ضوؤہ المشارق والمغارب وعم نورہ الاباعد والاقارب وحرم بقرب حضرتہ من حضرۃ قربہ ابوطالب فلک الحجۃ السامیۃ صل علیٰ محمد صلاۃ نامیۃ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ صلاۃ ترضیک وترضیہ وتحفظ المصلی عما یردیہ وبارک وسلم ابدا ابدا والحمد للہ دائما سرمدا اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین۔

الجواب اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سیّد المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت و کفالت ونصرت میں مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جان ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبوں سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے نعت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہِ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اُس وقت تک واقع نہ ہُوئے تھے بعد بعثت شریف اُن کا ظہور ہُوا یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ایک شعر اُن کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہٖ

ثمال الیتامٰی عصمۃ للارامل

وہ گورے رنگ والے جن کے روئے روشن کے توسل سے مینہ برستا ہے یتیموں کے جائے پناہ
بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محمد بن اسحٰق تابعی صاحبِ سیر و مغازی نے یہ قصیدہ
بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل و نعت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق
مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح صراط مستقیم میں اِس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں:
"دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت او انتہٰی" مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت
نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس
بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور
افضل الانام علیہ وعلٰی آلہٖ افضل الصلاۃ والسلام کہلائے جاتے تقدیرِ الٰہی نے بربنا اُس حکمت کے
جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُنھیں گروہِ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار صرف
معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں دانستن و شناختن اور چیز ہے اور اذعان و
گرویدن اور کم کافر تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا
یقین نہ تھا جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی
رکھتے تھے حتّٰی کہ یہ امر اُن کے نزدیک کالعیان سے بھی زاید تھا معاینہ میں بصر غلطی بھی کرتی ہے
اور یہاں کسی طرح کا شُبہہ و احتمال نہ تھا قال جل و علا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم
وقال عز من قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین و
قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل بعض کور چشم بد باطن وہابیۂ
عصر کہ اِس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکرِ رسالت ہوتا تو
ایمان کیوں نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسول کی تکذیب اور یہود و نصارٰی کی حمایت
و تصدیق کرنے والے ہیں اعوذ باللہ من وسواس الشیطٰن شرح عقاید نسفی میں ہے لیست
حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر والمخبر من غیر

اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذٰلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ما صرح
بہ الامام الغزالی اسی میں ہے بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ
واطبق علماؤنا علٰی فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم بعدم التصدیق ولان
من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکو عناداً او استکبارا قال
اللہ تعالٰی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم محقق دوّانی شرح عقاید عضدی میں
فرماتے ہیں التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فھو کافر
مخلد فی النار ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من
کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالٰی وجحدوا
بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا۔ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متظافرہ سے
ابُو طالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب
نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سُنّی کو مجال دم زدن نہیں ہم یہاں
کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

فصل اوّل

پ ۲۰ س القصص آیت ۵۶

آیات قرآنیہ آیت اولٰی قال اللہ تبارک وتعالٰی:

انک لا تھدی من احببت ولٰکن	اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست
اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم	رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے
بالمھتدین ٥	وُہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابُو طالب کے حق میں نازل ہُوئی۔
معالم التنزیل میں ہے: نزلت فی ابی طالب۔
جلالین میں ہے: نزل فی حرصہٖ صلی اللہ علیہ وسلم علٰی ایمان عمہ ابیطالب۔
مدارک التنزیل میں ہے: قال الزجاج اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابیطالب۔

کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے: قال الزجاج اجمع المسلمون انہا نزلت فی ابی طالب۔

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں: اجمع المفسرون علیٰ انہا نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعھم علی ھٰذا الزجاج وغیرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقولہ تعالیٰ فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تھدی من احببت۔

حدیث اوّل صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا اس پر رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزّ وجل کے اختیار ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ (زاد مسلم فی اخری عند الموت) قل لا الہ الا اللہ اشھد لک بھا یوم القیٰمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذٰلک الجزع لاقررت عینک فانزل اللہ عزوجل انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔

معالم ومدارک وبیضاوی وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ قال جل جلالہٗ:

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔	روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ اُن پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر امام نسفی میں ہے: ھم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ماکان للنبی۔

جلالین میں ہے: نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ ابی طالب۔

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت ابا عثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحٰق الزجاج یقول فی ھذہ الآیۃ اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول ھکذا اثرہ ھھنا والمعروف من الزجاج قولہ ھٰذا فی الایۃ الاولی کما سمعت والمذکور ھھنا فی المعالم وغیرھا ان الایۃ مختلف فی سبب نزولہا فلیراجع تفسیر الواحدی فلعلہ اراد اتفاق الاکثرین ولم یلق للخلاف بالا لکونہ خلاف ما ثبت فی الصحیح۔

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں: ھو الصحیح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے اسی طرح اس کی تصحیح **فتوح الغیب وارشاد الساری** میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ کما سیاتی وھذہ التصحیحات ابضا اٰیۃ الخلاف کما لیس بخاف۔

حدیث دوم صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے: واللفظ لمحمد قال حدثنا محمود فذکر بسندہ عن سعید بن المسیب عن ابیہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما ان اباطالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعندہ ابوجہل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بہا عند اللہ فقال ابوجہل وعبداللہ بن امیۃ یا اباطالب ترغب عن ملۃ عبد المطلب فلم یزالا یکلمانہ حتی قال اٰخر شیئ کلمہم بہ علی ملۃ عبد المطلب (زاد البخاری فی الجنائز وتفسیر سورۃ القصص کمثل مسلم فی الایمان وابی ان یقول لا الہ الا اللہ) فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فنزلت ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحب الجحیم ۰ ونزلت انک لا تہدی من احببت۔ اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجہل لعین کے اغوا سے حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزّوجلّ مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا مولیٰ سبحٰنہٗ وتعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اُتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُبوطالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما تزییف الزمخشری نزول الایۃ فیہ بان موت ابیطالب کان قبل الھجرۃ وھٰذا اٰخر ما نزل بالمدینہ اھ فمردود بما فی ارشاد الساری عن الطیبی عن التقریب[24] انہ یجوز ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید مع الکفار انما ظہر فی ھذہ السورۃ اھ قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ھٰذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ اھ وکذا اردہ الامام الرازی[25] فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی فی عنایت القاضی بعد نقل کلام التقریب اعتمدہ من بعدہٗ من الشراح ولانیا فیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا ولان الفاء للسببیۃ بدون تعقیب اھ۔

اقول والدلیل علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فہذا مقام الجزم دون التجویز والاستظہار علا ان الامام الجلیل الجلال السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من ایات السور المکیۃ بالمدینۃ وبالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک واقرہ علیہ فعلی ھذا یزھق الاشکال من راسہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذٰلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاھر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر اھ وھٰذا ایضًا یطیح الشبہۃ من راسہا فادھذین العلامۃ الزرقانی[26] فی شرح المواھب وبعد اللتیا والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف ترد الصحاح بالہوسات۔

آیت ثالثہ؛

قال عزمجدہ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون ۰

وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اُنھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بُوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون، سلطان[27] المفسرین سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن[28] کے تلمیذ رشید سیّدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح ومقاتل[29] وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابوطالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے: قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعہم وینای عن الایمان بہ ای یبعد۔

انوار التنزیل میں ہے: ینھون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینأون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب۔

حدیث سوم فریابی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبید بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ او حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینأی عما جاء بہ۔ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری اور کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتے قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منہم من قال المراد انہم ینھون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلاۃ والسلام ثم تیاعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الایات المتقدمہ علی ھذہ الایۃ تقتضی ذم طریقتہم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم والثانی انہ تعالیٰ قال بعد ذلک وان یھلکون الا انفسہم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن اذیتہ کان ذلک حسن لا یوجب الھلاک اھ۔

اقول اصل الذم للنأی وقد تشدد بالنھی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل فذکر النھی لابانہ شدۃ مایلحقہ من الذم فی ذلک وعظمۃ مایعتریہ من الوزر فسما ھنالک فان العلم حجۃ اللہ مالک وعلیک الاتری الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طول عمرہ فانہ کاد یکون فی الدرک الاسفل لولا شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما ابی الایمان مع کمال العرفان فالأیۃ علیٰ وزان قولہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون ہ فذکر فی سیاق الذم امرھم بالبر وتلاوتہم الکتاب وانما القصد الیٰ نسیانہم نفسہم وذکر ھذین للتسجیل بل قال جل ذکرہ یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ہ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ہ فشدد النکیر علی القول من دون عمل وان کان القول خیرا فی نفسہ قال فی معالم التنزیل قال المفسرون ان المؤمنین قالوا لو علمنا احب الاعمال الی اللہ عزوجل لعملناہ ولبذلنا فیہ اموالنا وانفسنا فانزل عزوجل ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا فابتلوا بذلک یوم احد فولوا مدبرین فانزل اللہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون اھ وبہ ینحل الوجہان لمن انصف لاجرم ان قال الخفاجی فی العنایۃ بعد نقلہ کلام الامام فیہ نظر اھ وبالجملۃ فعطاء اعلم منا ومنکم باسالیب القراٰن ونظمہ فضلا عن ھذا الحبر العظیم الذی قد فاق اکثر الامۃ فی علم القراٰن وفہمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم احادیث

حدیث چہارم صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: انہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک ویغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح یعنی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا۔ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا

جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہُوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر[۳۲] فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: یؤید الخصوصیة نه بعد ان امتنع شفع له حتی خفف له العذاب بالنسبة لغیره۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہوا کہ ابُوطالب نے باآنکہ ایمان لانے سے انکار کیا، پھر بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہوگیا۔

حدیث پنجم صحیحین و مسند میں ابو سعید خدری[۳۳] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ذکر عندہ عمه ابوطالب فقال لعله تنفعه شفاعتی یوم القیٰمة فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیه یغلی منه دماغه۔ یعنی حضورِ اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہُوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اُس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُس کا دماغ جوش مارے گا۔ یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحٰق سے یُوں روایت کیا: یغلی منه دماغه حتی یسیل علی قدمیه اُس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدة القاری[۳۴] و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری و مواہب لدنیه[۳۵] وغیرہا میں امام سہیلی[۳۶] سے منقول الحکمة فیه ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لجملته الا انه استمر ثابت القدم علی دین قومه فسلط العذاب علی قدمیه خاصة لتثبیته ایاهما علی دین قومه یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ جزا ہمشکل عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملتِ کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔ اسی طرح تیسیر[۳۷] شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم بزار و ابویعلیٰ و ابن عدی و تمام حضرت جابر[۳۸] بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم هل نفعت اباطالب قال اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی[۳۹] عمدہ میں فرماتے ہیں: فان قلت اعمال الکفرة هباء منثور لا فائدة فیها قلت هذا النفع من برکة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وخصائصه اِس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اُڑاتے ہُوتے۔

حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ[۴۰] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان الحارث بن هشام اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوم حجة الوداع فقال یارسول اللہ انك تحث علی صلة الرحم والاحسان الی الجار وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وکل ذلك کان یفعله هشام بن المغیرہ فما ظنك به یارسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کل قبر لا یشهد صاحبه ان لا اله الا اللہ فهو جذوة من النار وقد وجدت عمی اباطالب فی طمطام من النار فاخرجه اللہ لمکانه منی واحسانه الیّ فجعله فی ضحضاح من النار۔ یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور اِن باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں، رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر نے جس کا مردہ لا الٰہ الّا اللہ نہ مانتا ہو وُہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابُوطالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا۔ میری قرابت و خدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار[۴۱] میں بعلامت کاف امام کرمانی[۴۲] شارح بخاری سے منقول نفع

اباطالب اعماله ببرکته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وان کان اعمال الکفرۃ هباء منثورا یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو نرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم امام احمد مسند اور بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس[23] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اهون اهل النار عذابا ابوطالب وهو منتعل بنعلین من نار یغلی منهما دماغه بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وُہ آگ کے دو جُوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اهون اهل النار عذابا من له نعلان وشراکان من نار یغلی منهما دماغه کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منه عذابا وانه لاهونهم عذابا دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وُہ ہے جسے آگ کے دو جُوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا وُہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے حالانکہ اُس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اِسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے:

یوضع فی اخمص قدمیه جمرتان یغلی منهما دماغه۔	اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُبلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یقول الله لاهون اهل النار عذابا یوم القیٰمة لو ان لك ما فی الارض من شیٔ اکنت تفتدی به فیقول نعم فیقول اردت منك اهون من هذا وانت فی صلب اٰدم ان لا تشرك بی شیئا فابیت الا ان تشرك بی۔	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں، فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق اِس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہُوئے۔

اِس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔

کتاب الخمیس[24] فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے: قیل ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مسح اباطالب بعد موته وانسی تحت قدمیه ولذا ینتعل بنعلین من النار۔

یعنی کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعدِ مرگ ابوطالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابوطالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جُوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔

حدیث نہم امام شافعی و امام احمد و امام اسحٰق بن راہویہ و ابو داؤد طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطرق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی[25] کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی قال قلت للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان عمك الشیخ الضال قدمات قال اذهب فوار اباك یعنی میں نے حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا۔ فرمایا جا اُسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، مولیٰ علی نے عرض کی ان عمك الشیخ الکافر قدمات فماتری فیه حضور کا چچا وُہ بڈھا کافر مرگیا اُس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اراى ان تغسله تجنه ۔

امام شافعی کی روایت میں ہے ، فقلت یارسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا : جاؤ ، دبا آؤ۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا ، یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں : صححہ ابن خزیمۃ اس حدیث جلیل کو دیکھیے ابو طالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مر گیا حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں ابو طالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں اُنھیں کفن دیا اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی ، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی پھر اُن کے دفن سے پہلے خود اُن کی قبر مبارک میں لیٹے اور دُعا کی :

اللہ الذی یحیی ویمیت و
ھو حیّ لا یموت اغفر لامی
فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا
مدخلھا بحق نبیک والانبیاء
الذین من قبلی فانک
ارحم الراحمین۔

اللہ جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ
ہے کہ کبھی نہ مرے گا میری ماں فاطمہ بنت
اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر
صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا
تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس ولخوہ بن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبد البر وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اُسے دبا آؤ۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان اِن بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو دوستانِ خدا و رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۵ جعلنا اللہ منھم بھم ولھم بفضل رحمتہ بھم انہ ھو الغفور الرحیم والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد واٰلہٖ واصحابہ اجمعین اٰمین۔

بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار

حدیث دہم اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انہ قال یارسول اللہ این تنزل فی دارک بمکۃ فقال ھل ترک عقیل من رباع او دور وکان عقیل ورث ابا طالب ھو وطالب ولم یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما شیئا لانھما کانا مسلمین وکان عقیل وطالب کافرین فکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا یرث المؤمن الکافر ولفظ ابن ماجۃ والطحاوی فکان عمر من اجل ذٰلک یقول الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذٰلک کان عمر یقول۔

یعنی انھوں نے خدمتِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یارسول اللہ حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا : کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا : ہُوا یہ تھا کہ ابو طالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا ، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بھی اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بناء پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تنبیہ لا شك ان قوله وكان عقيل ورث ابا طالب مدرج فی الحديث و لم يبين قائله فی الكتب الذی ذكرنا واخترت انا انه الامام زين العابدين رضی الله تعالیٰ عنه وقال الامام العينی فی العمدة قوله وكان عقيل ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة كذا قال الكرمانی اهـ والصواب ماذكرته وقد كتبت علی هامش العمدة مانصه۔

اقول بل هو من علی بن حسين بن علی رضی الله تعالیٰ عنهم بينه مالك فی مؤطاه فانه اسند اولا عن ابن شهاب بالسند المذكور فی الكتاب اعنی صحيح البخاری ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر اهـ ثم قال مالك عن ابن شهاب عن علی بن حسين بن علی بن ابی طالب انه اخبره انما ورث اباطالب عقيل وطالب ولم يرثه علی قال فلذلك تركنا نصيبنا من الشعب اهـ وهكذا رواه محمد فی مؤطاه عن مالك مفرقا مصرحا فقد بين واحسن احسن الله اليه والينا به آمين۔

حدیث یازدہم عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی و ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن هشام بن حسان عن محمد بن سيرين قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد يده يبايعه بكی ابوبكر فقال النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ما يبكيك قال لان تكون يد عمك مكان يده ويسلم ويقر الله عينك احب الیّ من ان يكون۔

یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ انور ابو قحافہ سے بیعتِ اسلام لینے کے لیے بڑھایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو دیئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے

چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُن کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح۔

حدیث دوازدہم ابو قرہ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وُہ عبداللہ بن دینار وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبكر بابی قحافة يقوده يوم فتح مكة فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم الا تركت الشيخ حتی نأتيه قال ابوبكر اردت ان ياجره الله والذی بعثك بالحق لانا كنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو كان اسلم منی بابی۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہُوئے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لاتے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اُس کے پاس تشریف فرما ہوتے، صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُن کو اجر دے قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابُو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وُہ اسلام لے آتے اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذين آمنوا اشد حبا لله۔ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا انا باسلامك اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہُوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی ذكره ابن اسحٰق فی سيرته۔

حدیث سیزدہم[۱۳] يونس بن بكير فی زيادات مغازی ابن اسحٰق عن يونس بن عمرو عن ابی السفر[۱] قال بعث ابوطالب الی النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتك فقال ابوبكر ان الله حرمها علی الكافرين۔

یعنی ابو طالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی

جنت کے انگور کھلایئے۔ اس پر صدیق[۵۲] اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے انھیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

حدیث چہاردہم الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدہ قال اخبرنا محمد[۵۳] بن کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابو طالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ھٰذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لک شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرمہا علی الکافرین طعامہا وشرابہا ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعیربہا فیقال جزع عمک من الموت لاقررت بہا عینک واستغفر لہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لاٰبائنا ولذوی قرابتنا قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ماکان للنبی والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔

یعنی ابو طالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ ابو طالب نے عرض کر بھیجی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لا کر ابو طالب پر اسلام پیش کیا۔ ابو طالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دُعائے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دُعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو جب کہ روشن

ہو لیا کہ وہ جہنمی ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ،

حدیث پانزدہم[۱۵] ابو نعیم حلیہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت مشیۃ اللہ عزوجل فی اسلام عمی العباس و مشیتی فی اسلام عمی ابی طالب فغلبت مشیۃ اللہ مشیتی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا

اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوتے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

فصل سوم

چون[۵۴] اقوالِ ائمہ کرام و علمائے اعلام اوپر گزرے اور بعد کلام خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا اور رسول سے زیادہ کون جانے عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر تکثیر فوائد و تسکین زاید کے لیے بعض اور بھی کہ سر دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجیے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے وباللہ التوفیق۔

امام[۵۵] الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافرا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

امام برہان[۵۶] الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں: اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم فانہ یغسلہ ویکفنہ ویدفنہ بذٰلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ ویحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی۔

امام[۵۷] ابو البرکات عبد اللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: مات کافر یغسلہ

ولیہ المسلم ویکفنہ ویدفنہ والاصل فیہ انہ لما مات ابو طالب اتی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان عمك الشیخ الضال قد مات فقال اغسلہ واکفنہ وادفنہ ولا تحدث حدثا حتی تلقانی ای لا تتصل علیہ الخ

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: مات للمسلم قریب کافر لیس لہ ولی من الکفار یغسلہ غسل الثوب النجس ویلفہ فی خرقۃ ویحفر لہ حفرۃ ویلقیہ فیہا من غیر مراعاۃ السنۃ فی ذٰلك لما روی ان ابا طالب لما هلك جاء علی فقال یا رسول اللہ ان عمك الضال قد مات الخ

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ فرماتے ہیں: الاصل فیہ ما رواہ ابو داؤد وغیرہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات ابو طالب الحدیث۔

علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں: یغسل ولی مسلم الکافر ویکفنہ ویدفنہ بذٰلك امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یفعل بابیہ حین مات۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔

فتح القدیر[۹۲] و کفایہ[۹۳] و بنایہ[۹۴] وغیرہا تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ یہ سب علمائے کرام ابو طالب کو کافر جانتے ہیں یونہی امام[۹۵] ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرك وضع فرمایا یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے اور امام[۹۶] نسائی نے باب مواراۃ المشرك یعنی دفن مشرک کا باب اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موتِ ابی طالب ذکر کی انہیں[۹۷]

نسائی کے اسی مجتبیٰ میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ نے سنن میں باب میراث اهل الاسلام من اهل الشرك کما یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں اُس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث بین اهل الملل منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدمِ توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارۂ ترکہ ابو طالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔

یونہی امام محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لا یرث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث مذکور ایراد کی۔

امام اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال المشرك عند الموت لا الٰہ الا اللہ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا حکم ہے اور اُس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرك اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول وهو علی المنبر ان بنی هاشم بن المغیرہ استاذنونی ان ینکحوا ابنتهم علی بن ابی طالب ذکر کی۔

امام قسطلانی نے تطبیقِ حدیث و ترجمہ میں لکھا فذکر ابا طالب المشرك بکنیۃ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا قد یجوز واذکر الکافر بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بہا کما فی ابی طالب او کان علی سبیل التألف رجاء اسلامهم او تحصیل منفعۃ منهم لا علی سبیل التکریم لانا مامورون بالاغلاظ علیهم علمائے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا جائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابو طالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں اُن پر سختی کرنے کا حکم ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرك۔ امام ابن بطال نے فرمایا: اس حدیث سے مشرک کو بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا

اُسیؒ میں ہے: فیه دلالة ان الله تعالیٰ قد یعطی الکافر عوضاً من اعملہا له التی مثلها یکون قربة لاهل الایمان بالله تعالیٰ لانه صلی الله علیه وسلم اخبر ان عمه نفعته تربیته ایاه وحیاطته له التخفیف الخ

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ عزوجل کافر کو بھی اُس کے اُن اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہلِ ایمان کریں تو قربِ الٰہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور کے چچا کو حضور کی خدمت وحمایت نے تخفیفِ عذاب کا فائدہ دیا۔

امامؒ عارف باللہ سیّدی علی متقی مکی قدس سرہٗ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منہج العمال وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا الباب الخامس فی اشخاص لیسوا من الصحابة اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں اور اسی باب میں ابوطالب و ابوجہل وغیرہما کو ذکر کیا۔

اسیؒ طرح علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اُس میں صرف حدیث دوم وچہارم وپنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابوطالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وُہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے بچپن سے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امامؒ حافظ الحدیث ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابوطالب کو باب الکنی حرف الطاء المہملہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وُہ لوگ جنھیں صحابی کہنا مردود وغلط وباطل ہے۔

اُسیؒ میں فرماتے ہیں: وردمن عدة طرق فی حق من مات فی الفترة ومن ولد مجنونا ونحو ذٰلك ان کلا منهم یدلی بحجة ویقول لو عقلت او ذکرت لآمنت فترفع لهم نار ویقال لهم ادخلوها فمن دخلها کانت علیهم برداً وسلاما ومن امتنع اُدخلها کرها ونحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیته فی جملة من یدخلها طائعا فینجو لکن ورد فی ابی طالب ما یدفع ذٰلك وهو ما تقدم من

آیة براءة وما فی الصحیح انه فی ضحضاح من النار فهذا شان من مات علی الکفر فلو کان مات علی التوحید نجا من النار اصلا والاحادیث الصحیحة والاخبار المتکاثرة طافحة بذٰلك اھ مختصرا۔ یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مرگیا یا مجنون پیدا ہُوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنھیں دعوتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء نہ پہنچی اُن میں ہر ایک روز قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الٰہی میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا ان کے امتحان کو ایک آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجائے گی اور جو نہ مانے گا جبراً آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ عبدالمطلب اور اُن کے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کرگئے وُہ سب اُنھیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اُس امتحانی آگ میں جاکر ناجی ہوجائیں گے مگر ابوطالب کے حق میں وُہ وارد ہولیا جو اسے دفع کرتا ہے سورۂ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وُہ پاؤں تک کی آگ میں ہے یہ حال اُس کا ہے جو کافر مرے اگر اخیر وقت اسلام لاکر مرنا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی صحیح وکثیر حدیثیں کفرِ ابی طالب ثابت کررہی ہیں۔ پھر فرمایا: وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد الله بن الحسن لما خرج بالمدینة وکاتبه المکاتبات المشهورة ومنها فی کتاب المنصور وقد بعث النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وله اربعة اعمام فآمن به اثنان احدهما ابی وکفر به اثنان احدهما ابوك۔

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسیؒ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور بہ منصور دوانیقی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کرکے خلیفہ وامیر المومنین لقب پایا اُن میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے ازاں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہُوئی حضور کے چار چچا زندہ تھے حمزہ و عباس و ابوطالب و ابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ ہیں

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو کافر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں، یعنی
ابو طالب یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء و
محدثین سے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس وجید
المشارکۃ فی العلم لکھا اور فرمایا: ولد سنۃ خمس وتسعین وادرک جدہ ولم یروعنہ
وروی عن ابیہ وعن عطاء بن یسار وعنہ ولدہ المہدی اور امام اجل نفس زکیہ
کو یوں بے تامل لکھ بھیجنا اور امام کا اس پر رد نہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفر ابی طالب
واضح و مشہور بات تھی اصابہ میں اس کے بعد فرمایا ومن شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب
الفاطمیین ؎

وانتم بنو بنتہ دوننا
ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا یوں کہیے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ ابن المعتز باللہ ابن المتوکل
ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب
میں ہے کہ تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں اور ہم حضور کے
مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔ اِس میں بھی کفر ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ
اہل علم و فضل سے ہیں حدیث میں علی بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز
امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: نحن نرجو
ان یدخل عبد المطلب وآل بیتہ الجنۃ الا اباطالب فانہ ادرک البعثۃ
ولم یؤمن اھ باختصار۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور اُن کے اہلبیت سب جنّت
میں جائیں گے سوا ابو طالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور ایمان نہ لائے نیز فتح الباری
شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: من عجائب الاتفاق ان الذین ادرکھم الاسلام
من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعۃ لم یسلم منھم اثنان واسلم
اثنان وکان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وھما ابو طالب اسمہ

عبد مناف وابو لہب واسمہ عبد العزی بخلاف من اسلم وھما حمزۃ والعباس۔ عجائب
اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے دو اسلام
نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں
کے نام کے خلاف تھے ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابو لہب کا عبد العزیٰ اور دو کہ مسلمان
ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکذا اثرہ الزرقانی فی
شرح المواہب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، کان
العباس اصغر اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یسلم منھم الا ھو وحمزۃ۔
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے۔
حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے وبس امام محمد محمد محمد ابن امیر
الحاج حلیہ شرح منیہ اواخر صلاۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت
ناجائز ہے۔ آیت دوم تلاوت کرکے فرماتے ہیں: ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول
الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لیے دعائے
مغفرت کی تھی اُس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۂ بقر میں زیر قولہ تعالیٰ ان
الذین کفروا سواء علیہم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی کتاب الخمیس میں
فرماتے ہیں: کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل
کو نہ دل سے جانے اور زبان سے مانے جیسے ابلیس و یہود اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے
نہ مانے مگر دل میں نہ جانے وکفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ویعترف بلسانہ ولا
یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ؎

لقد علمت بان دین محمد
من خیر ادیان البریۃ دینا

لو لا الملامة او حذار مسبة

لوجدتني سمحا بذاك مبينا

یعنی کفر عناد یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گرویدگی سے باز رہے جیسے ابو طالب کا کفر کہ یہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کر کے فرماتے ہیں: جميع هذه الاصناف سواء فى ان من لقى الله تعالىٰ بواحد منها لا يغفر له۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب[91] الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی نے شرح التنقیح پھر امام[92] قسطلانی نے مواہب میں کفار کی چار قسمیں کر کے ایک قسم یُوں بیان فرمائی، من امن بظاهره و باطنه و كفر بعدم الاذعان للفروع كما حكى عن ابى طالب انه كان يقول انى لا علم ان ما يقوله ابن اخى لحق ولو لا اخاف ان تعيرنى نساء قريش لاتبعته وفى شعره يقول ؎

لقد علموا ان ابننا لا مكذب

يقينا ولا يعزى لقول الاباطل

فهذا تصريح باللسان واعتقاد بالجنان غيرانه لم يذعن۔ یعنی ایک کافر وُہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابو طالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہُوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا خدا کی قسم کافرانِ قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذ اللہ کوئی کلمہ خلافِ حق کہنا اُن کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان

نہ ہوا۔

امام[93] ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ[94] زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

كفر عناد هو ان يعرفه بقلبه ويعترف بلسانه ولا يدين به كابى طالب۔

کفر عناد یہ ہے کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے ابو طالب۔

علامہ مجد[95] الدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

چوں عمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُبو طالب بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اورا عیادت فرمود و دعوتِ اسلام کرد ابو طالب قبول نہ کرد آہ ملخصاً۔

شیخ[96] محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابو طالب کفر را۔

پھر بعد ذکرِ احادیث فرمایا: و در روضۃ[97] الاحباب نیز اخبار موت ابو طالب بر کفر آوردہ۔ الخ

بحر[98] العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احاديث كفره شهيرة وقد نزل فى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى شان عمه ابى طالب انك لا تهدى من احببت كما فى صحيح مسلم وسنن الترمذى وقد ثبت فى الخبر الصحيح عن الامام محمد الباقر كرم الله تعالىٰ وجهه الكريم ووجوه ابائه الكرام ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ورث طالبا وعقيلا اباهما ولم يورث عليا وجعفرا ولذا تركنا نصيبنا فى الشعب كذا فى موطا الامام مالك۔

یعنی کفرِ ابو طالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اُس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اُترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمائی۔

اقول وذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالٰی عنہ وقع زلۃ من القلم وانما هو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کما اسمعناك من المؤطا والصحیحین وغیرها۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض فصل الوجہ الخامس من وجوہ السب میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباك فی النار اراد بابیہ عمہ اباطالب لان العرب تسمی العم ابا۔

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابو طالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اسی حدیث کے نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب وکانت تسمیۃ ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شائعا عندھم لکونہ عمہ وکونہ رباہ و کفلہ من صغرہ اھ ملخصا۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابو طالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابو طالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت وکفالت کرنے کے باعث **اقول** جس طرح بھی ابو طالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا بیٹا کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابو طالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔ اُسی میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی وامی وابی طالب واخ لی کان فی الجاهلیۃ اورد ہ

المحب الطبری وھو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربٰی وقال ان ثبت فھو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ بشفاعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انتھی وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثۃ ابیہ وامہ واخیہ یعنی من الرضاعۃ لان اباطالب ادرك البعثۃ ولم یسلم والثلثۃ ماتوا فی الفترۃ۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روزِ قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا، شفاعت فرماؤں گا

امام محب طبری نے کہ حافظان حدیث وعلمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبی میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابو طالب کے بارے اِس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابو طالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہی شفاعت کبرٰی کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل و عام ہے۔ امام نووی نے باآنکہ ابو طالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب و التخفیف عنہ بسببہ امام بدر الدین زرکشی نے خادم میں امام ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشربہ وانما ھی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس لیے کہ اُس نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اُس کا مژدہ سُن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اُس نے تخفیف پائی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقلہ فی المسالک ایضاً نیز مسالک الحنفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے:

قد ثبت فی الصحیح واخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اباطالب اھون اھل النار عذابا اھ ملتقطا - بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابو طالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔

اللھم اجرنا من عذابک الالیم بجاہ نبیک الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلاۃ وادوم التسلیم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

فصل چہارم

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

ھذا یؤذن بموتہ علی کفرہ وھو الحق ووھم البعض۔

یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

ھذا کلہ ظاھر انہ مات علی غیر الاسلام فان قلت ذکر السھیلی انہ رای فی بعض کتب المسعودی انہ اسلم قلت ھذا لا یعارض ما فی الصحیح۔

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی موت غیر اسلام پر ہوئی۔ اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابو طالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہو سکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اُس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ بشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جابجا آلودہ و ملوث ہے لوط بن یحیٰی ابو مخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوال

نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فساق و ہالکین کے اخبار پر اُس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اُس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنیں مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفرج اصبہانی صاحب کتاب الاغانی و علیٰ ہذا القیاس امثال اینہا ایں فرقہ در عداد اہلسنت داخل کنند و بمنقولات و مقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ - ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔ اسی طرح اصابہ میں ہے: کما سیأتی۔

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب مانقلہ بعضھم ان اللہ تعالیٰ احیاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاٰمن بہ کابویہ واظنہ من افتراء الشیعۃ۔

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ابو طالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گڑھت ہے۔

اقول وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمان اُنھیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو اس بنا پر لفظ ظن فرمایا ورنہ اُس کے موضوع و مفتری ہونے میں تو شُبہ نہیں کما لا یخفی۔

علامہ[111] صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں:

اما اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاثنا عشرۃ حمزۃ والعباس وھما مسلمان وابوطالب والصحیح انہ مات کافرا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہُوئے اور ابوطالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح[112] مقاصد و شرح[113] تحریر پھر ردالمحتار[114] حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبۃ بہ کافر وفاقا لکون ذٰلک من امارات عدم التصدیق ولھٰذا اطبقوا علی کفر ابی طالب۔

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے اسی واسطے تمام علمائے نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا[115] علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

اذا امربھا وامتنع وابی عنہا کابی طالب فھو کافر بالاجماع۔

جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابوطالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ[116] شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارہ میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منہ فان ابی بعد ذٰلک فکافر اجماعا لقضیۃ

ابی طالب۔ یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ اُسی[117] کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے:

ابوطالب لم یؤمن عند اھل السنۃ۔

اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔

شیخ[118] محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

مشایخ حدیث و علمائے سنّت بریں اندکہ ایمان ابوطالب ثبوت نہ پذیرفتہ و در صحاح احادیث ست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وی بر سر وی آمد و عرض اسلام کرد وی قبول نہ کرد۔

فصل ششم

امام[119] ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی لکھ کر فرماتے ہیں:

ھذا البیت من جملۃ قصیدۃ لہ فیہا مدح عجیب لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اخذ الشیعۃ منہا القول باسلامہ۔

یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کرلیا۔

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتھا ترد ذٰلک یعنی صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔

علامہ[120] محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحٰق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کرکے فرماتے ہیں:

بھذا احتج الرافضۃ ومن تبعھم علی اسلامہ رافضی اور جو اُن کے پیرو ہُوئے

وہ اسی روایت سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار التنزیل وارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لا تہدی من احببت فرمایا الجمہور علی انہا نزلت فی ابی طالب جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارۂ ابوطالب اتری۔

علامہ خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضۃ اذ ذھب الی اسلامہ یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابوطالب کے قائل ہیں۔

اصابہ میں ہے: ذکر جمع من الرافضۃ انہ مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمتہ قیل انہ اسلم ولا یصح اسلامہ مختصرا۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابوطالب مسلمان مرے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابوطالب میں فرمایا بعض اسلام ابوطالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔

زرقانی میں ہے:

الصحیح ان اباطالب لم یسلم وذکر جمع من الرافضۃ انہ مات مسلما وتمسکوا باشعار واخبار واھیۃ تکفل بردھا فی الاصابہ۔

صحیح یہ ہے کہ ابوطالب مسلمان نہ ہوئے رافضیوں کی ایک جماعت نے ان کا اسلام پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔

نسیم فصل کیفیۃ الصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

ابوطالب توفی کافرا وادعاء بعض الشیعۃ انہ اسلم لا اصل لہ۔

ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں کا دعویٰ باطل کردہ اسلام لائے محض بے اصل ہے۔

شیخ محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں:

"شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے واستدلال کردہ اند بر دعویٰ خود بچیزی کہ دلالت ندارد بر آن۔"

اشعۃ میں ہے:

مخفی نماند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آباء وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور ست وشیعہ اسلام ابوطالب را نیز ازیں قبیل دانند۔ اھ مختصرا

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص جلیلہ وجلیۂ قرآن وحدیث وارشادات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ قدیم وحدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر قفائے عیم پھر بھی تبیین مرام وتسکین اوہام مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبہے ذکر کیے اور فوائد کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اس سے متروک ہوا ہم ان سب کو ذکر کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب وابانت صواب کریں۔

شبہہ اولیٰ کفالت **اقول** ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں قال اللہ تعالیٰ فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا الآیات و قال اللہ تعالیٰ قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین۔

شبہہ ثانیہ نصرت وحمایت **نقول** ضرور مگر مدعا سے دور۔ رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

استدلال الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون ۵ قال وعزرہ ابوطالب ونصرہ بما اشتہر وعلم ونابذ قریشا وعاداہم بسببہ مما لا یدفعہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین انتہی وھذا مبلغہم من العلم وانا نسلم انہ نصرہ وبالغ فی ذلک لکنہ لم یتبع النور الذی معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید

ولا یحصل الفلاح الا بحصول ماترتب علیہ من الصفات کلہا۔

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اُس کے پیرو ہوتے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا، ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وُہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجۂ غایت کی مگر اُس نور کا تو اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اُترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح توجب ملے کہ جتنی صفات پر اُسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

اقول اولاً: یہ نصرت وحمایت کا قصہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوطالب چنین وچنان کرتا اُسے کیا نفع ملا جواب جو ارشاد ہُوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً: بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود اُس پر ایمان لانے سے بچتے ہیں دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً: اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم جب ابوطالب کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت و نصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فواللہ الذی لا الٰہ غیرہ ان	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم
احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ	میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے
حتی مایکون بینہ وبینھا الا ذراع	یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف
فیسبق علیہ الکتاب فیعمل	ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر

بعمل اھل النار فیدخل النار۔	غالب آجاتی ہے کہ دوزخیوں کے کام کرکے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العلمین)

رابعاً: نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام صحیحین میں ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوۂ خیبر میں ایک مدعیِ اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اُس کے مداح ہُوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہوجائیں (یعنی ایسے عالی درجے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا درد کی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مرگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہُوں، پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردیں انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر اِسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھٰذا الدین	بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد
باقوام لا خلاق لھم۔	ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید الاسلام برجال	بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے
ماھم من اھلہ۔	لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہلِ اسلام سے نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیہ۔

شبہہ ثالثہ محبت

اقول بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہونے کی اکلوتی نشانی پھر اُس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہٰذا جب یہ آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اشرافِ قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اُٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور اُنھیں ہم کو دے دو اور اسی ارادۂ فاسدہ پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے اُنھیں دے دیں گے ابوطالب نے کہا:

واللہ لبئس ماتسوموننی اتعطونی	خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کرتے
ابنکم اغذوہ لکم واعطیکم ابنی	ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لیے
تقتلونہ ھذا واللہ مالا یکون	اُسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا
ابدا احین تروح الابل فان حنت	بیٹا تمہیں دے دوں کہ تُم اُسے قتل کرو۔
ناقۃ الی غیر فصیلہا دفعتہ	خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب اونٹ شام
الیکم۔	کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر
	دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم
	سے اپنا بیٹا بدل لوں۔

لخصناہ من حدیث ابن اسحاق ذکرہ بلاغا و من حدیث مقاتل ذکرہ فی المواھب۔

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں ایمان حُب شرعی ہے ابوطالب میں اُس کی شان نہیں محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملتِ جاہلیت

پر اصرار کیوں ہوتا۔

امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں:

قدکان ابوطالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ ویحبہ حبا طبعیا لاشرعیا فسبق القدر فیہ واستمر علی کفرہ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت، حمایت، سب کچھ کی طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم الریاض میں ہے:

حنوہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولکن لم یوفقہ اللہ للاسلام وفی الامتاع ان فیہ حکمۃ خفیۃ من اللہ تعالیٰ لانہ عظیم قریش لایمکن احدا منہم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حمایتہ یذبھم عنہ کما قال ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم

حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اسلم لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الھجرۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور **کتاب الامتاع** میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اُن کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے خود ایک شعر میں کہا ہے خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک اُن کی پناہ کوئی

چیز نہ رہتی آخر اُن کے انتقال پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمانی ہُوئی۔

اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہوسکتی ہے مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اُس کا رسول۔ شاید اس میں اوّلاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لاکر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چچا کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کروایا۔

ثانیاً اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالتِ کفر میں مرے جس کا پتہ حدیث ان ابی واباك دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے براءت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

رابعاً عمل میں اخلاص للہ و خوف و اتقیاء کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر بھُول بیٹھنے سے ترہیب جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ بآں کارہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے الی غیر ذٰلك مما الله ورسوله اعلم جل جلاله وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

شبہہ رابعہ نعت شریف **اقول** یہ تو اور حجت الٰہیہ قائم ہوتا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی، مصیبت مُنہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے:

اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في اٰخر الزمان الذي نجد صفته في التورٰة۔	الٰہی ہمیں ان پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكٰفرين ۝

اصابہ میں فرماتے ہیں:

اما شهادة ابي طالب بتصديق النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فالجواب عنه وعما ورد من شعر ابي طالب في ذٰلك انه نظير ما حكى الله تعالیٰ عن كفار قريش وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا فكان كفرهم عنادا ومنشؤه من الانفة والكبر والى ذٰلك اشار ابو طالب بقوله لولا ان تعيرني قريش۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و تکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشاء تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابوطالب نے اِس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

شبہہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا **اقول** اوّلاً اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ دے چکا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید لگا دی تھی مالم انه عنه یعنی تیرے لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزۃ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اُس سے استناد خرط القتاد۔

ثانیاً خود وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہُوا تھا دیکھو حدیث دوم پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شبہہ سادسہ حکایت جامع الاصول **اقول** سیّد اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تامل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ و علیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات اسے معذور رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب و امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترکہ کفار سے محرومی پاتے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی

وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہلبیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کرکے وُہ جواب پاتے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یہلکون الا انفسہم کا ابوطالب میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور ام المومنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المومنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سروران وسرداران اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اِن کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابوطالب ہُوئے کیا قرآن وحدیث واطباق ائمہ قدیم وحدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام وخطام کچھ کام دے سکتے ہیں حاشا لاجرم شیخ محقق مدارج[۱۳۵] النبوۃ میں فرماتے ہیں:

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ وعباس مسلمان نہ شدہ اند وابوطالب وابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند وصاحب جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلبیت آن ست کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی روضۃ الاحباب[۱۳۶]۔

اقول علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور ومنقول اس حکایت بے سروپا کے رد کو بس ہے کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہوسکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتد بہ ٹھہرا کر دعوے اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حال پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم وباطل ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور شبہہ زائل۔

شبہہ سابعہ عبارت شرح سفر السعادۃ **اقول** یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اِس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ اُنھیں مسلمان جانتے ہیں اُن کے دلائل مردود وباطل ہیں اِن سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباء واجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلاۃ والسلام تحریر فرمائی ہے حیث قال متاخران ثابت کردہ اند کہ آباء واجداد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک ومصفا بودند از دنس شرک وکفر باری کم ازان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وصرفہ نگاہ دارند۔

شبہہ ثامنہ ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ **اقول اوّلاً** وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند وصیت نامہ یُوں منقول حکی عن ہشام بن السائب الکلبی او ابیہ انہ قال لما حضرت اباطالب الوفاۃ جمع الیہ وجوہ قریش الخ یعنی ہشام بن محمد بن سائب کلبی کوفی یا اُس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت عمدگان قریش کو جمع کرکے وصیت کی۔ ہشام وکلبی دونوں رافضی مطعون ہیں میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاری ابو النضر الکلبی ترکہ یحییٰ وابن مہدی قال علی ثنا یحییٰ عن سفیٰن قال الکلبی کلما حدثتک عن ابی صالح فہو کذب وقال یزید بن زریع ثنا الکلبی وکان سبائیا قال الاعمش اتق ہذہ السبائیۃ فانی ادرکت الناس وانما یسمونہم الکذابین البیتوذکی سمعت ہماما یقول سمعت الکلبی یقول انا

امام بخاری نے فرمایا کلبی کو امام یحییٰ بن معین وامام عبد الرحمٰن بن مہدی نے متروک کیا امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابوصالح سے روایت کی ہیں وُہ سب جھوٹ ہیں یزید بن زریع نے کہا کلبی رافضی تھا امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ ان رافضیوں سے بچو میں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ ہمام کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سُنا کہ

ثنبا ئی عن ابی عوانۃ سمعت کلبی یقول کان جبرئیل یملی الوحی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی وجماعۃ متروکٌ قال ابن حبان مذھبہ ووضوح الکذب فیہ اظھر من ان یحتاج الی وصفہ لا یحل ذکرہ فی الکتب فکیف الاحتجاج بہ اھ ملتقطا۔

یں رافضی ہُوں ابوعوانہ کہتے ہیں کلبی نے میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی کو لکھانے لگتے، جوزجانی وغیرہ نے کہا کلبی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا متروک ہے ابن حبان نے کہا اُس کا مذہب اور اُس میں کذب کا وضوح ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں نہ کہ اُس سے سند لانا۔

اُسی میں ہے:

ھشام بن محمد بن السائب الکلبی احمد بن حنبل انما کان صاحب اخبار ونسب ما ظننت ان احدا یحدث عنہ وقال الدارقطنی وغیرہ متروک وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقۃ۔

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اُس سے حدیث روایت کرے گا امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا متروک ہے امام ابن عساکر نے کہا رافضی نامعتمد ہے۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وُہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا:

قد جاء بامر قبلہ الجنان وانکرہ اللسان مخافۃ الشنان۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہوجائیں گے۔

علامہ زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لما تعیرونہ بہ من تبعیتہ لابن اخیہ۔ یعنی وُہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ اپنے بھتیجے کا تابع ہوگیا یعنے بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے اُنھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے تم طعنہ کرو گے اس لیے اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلی حمیت ہو تو اُس سے کیا حصول قال اللہ تعالیٰ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دیتا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔

اصابہ[۱۳۶] میں فرمایا:

اما امر ابی طالب ولدیہ باتباعہ فترک ذٰلک من جملۃ العناد وھو ایضاً من حسن نصرتہ لہ وذبہ عنہ ومعاداتہ قومہ بسببہ۔

رہا ابوطالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اُس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔ یعنی جہاں وُہ سب کچھ تھا اس ہم بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان ولہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کرجاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور اُن کی دُوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اُوپر گزرے۔

مجمع البحار[۱۳۷] میں ہے:

فی العاشرۃ دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عمک الضال قدمات قال فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ فجعل یستغفر لہ ایاما حتی نزل ماکان للنبی۔ یعنی نبوت سے دسویں سال ابوطالب کو موت آئی بنی مطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت کرکے مرگئے۔ اس پر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی:
حضور کا گمراہ چچا مرگیا۔ فرمایا نہلا کفنا کر دبا دے اللہ اُسے بخشے کچھ دنوں دعائے مغفرت
فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اُتری نبی کو روا نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔

علاّمہ حفنی حاشیہ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

قال القرطبی فی المفہم کان ابوطالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی کل ما یقولہ ویقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب
قط ویقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیرانہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل
علی ذٰلك حتی حضرتہ الوفاۃ فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
طامعًا فی اسلامہ وحریصًا علیہ باذلا فی ذٰلك جہدہ مستفرغا ما عندہ ولکن
عاقت عن ذٰلك عوائق الاقدار التی لا ینفع معہا حرص ولا اعتذار۔

یعنی امام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے
کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت
آنے تک اُسی حال پر رہے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس
تشریف فرما ہُوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہوجائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ
کوشش ممکن تھی سب خرچ فرمادی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے
نہ عذر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہوگئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے
شبہہ تاسعہ محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانۂ قدیم
میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں استناد کیا اور اکابر ائمہ و
علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سہیلی و امام حافظ الشان ابن حجر
عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علاّمہ حسین دیاربکری

وعلاّمہ محمد زرقانی وشیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا یعنی
کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہوگیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب
دینے والے ائمہ وعلمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہہ اور
علمائے کے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق
ابن اسحاق نے سیرت میں ایک روایت شاذّہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ ابوطالب کے مرض
الموت میں اشراف قریش جمع ہوکر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ
ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم اُن کے دین سے تعرض نہ کریں ابوطالب نے حضورِ اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاکر عرض کی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک
بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہوجاؤ اور عجم تمہاری مطیع ۔ ابوجہل لعین نے عرض کی:
حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر
کافر تالیاں بجاکر بھاگ گئے۔ ابوطالب کے منہ سے نکلا خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو
اُن سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان
ہوجائے۔ حضور نے باربار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے مَیں
تیری شفاعت روزِ قیامت حلال کرلوں۔ جب ابوطالب نے حضور کی شدتِ خواہش دیکھی،
کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی
خود ابوطالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہُوا کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ
لیتا اور وہ بھی کس طرح پڑھتا لا اقولہا الا لاسرك بہا صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی
کردوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لبوں کو جنبش دیکھی کان لگاکر سنا حضورِ اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولہا
اے میرے بھتیجے خدا کی قسم میرے بھائی نے وُہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اُس سے کہلواتے تھے
قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا: مَیں نے نہ سُنی۔ یہ وہ روایت ہے علمائے اس سے پانچ جواب دیے:

اوّل یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔ اِس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے یہ
یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی وامام بدرالدین محمود عینی وامام ابن حجر
مکی وعلامہ حسین دیاربکری وعلامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البیہقی انہ منقطع الخ وسیأتی تمامہ۔

عمدۃ القاری میں ہے: فی سندہ من لم یسم۔

شرح مواہب میں ہے: روایۃ ابن اسحاق ضعیفۃ۔

اُسی میں ہے: فیہ من لم یسم۔

شرح ہمزیہ میں ہے: روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسر الیہ الاسلام
عند موتہ۔

اصابہ میں ہے: لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ اثبت فیہ اسلام
ابی طالب منہا ما اخرجہ عن محمد بن اسحٰق الی ان قال بعد نقل متمسکات
الرافضی) اسانید ھذہ الاحادیث واھیۃ۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اُس نے بعض روایات سے اسلام
ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن اسحٰق ہے۔ ان سب کی سندیں
واہی ہیں **اقول** وباللہ التوفیق ھٰہنا امور یجب التنبہ لہا۔

اولہا لیس المنقطع ھہنا فی کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور
عند الجمہور انہ الذی سقط من سندہ راوٍ اما مطلقا او بشرط ان لا یسقط
ازید من واحد علی التوالی وھو المرسل علی الاول اومنہ علی الثانی باصطلاح
الفقہاء واھل الاصول واذا انظفت رجالہ فعندنا وعند الجمہور مقبول
کیف وذلک خلاف الواقع فی روایۃ ابن اسحاق فان سندہ علی ما رأیت فی سیرۃ
ابن ھشام ونقلہ الحافظ وغیرہ فی الفتح وغیرہ ھکذا **حدثنی** العباس بن
عبداللہ بن معبد عن بعض اھلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھذا لا انقطاع
فیہ کما تری ولا مساغ لارادۃ الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم یدرک الواقعۃ

فانہ انما ولد عام مات ابوطالب ولد قبل الھجرۃ بثلث سنین کما فی التقریب
وکذلک ارخ ابن الجزار موت ابی طالب قبل ھجرتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بثلث سنین کما فی المواھب وذلک لان مراسیل الصحابۃ مقبولۃ بالاجماع ولا
عبرۃ بمن شذ فی تقریب النووی ھذا کلہ فی غیر مرسل الصحابی اما مرسلہ
فمحکوم بصحتہ علی المذھب الصحیح قال فی التدریب قطع بہ الجمہور من
اصحابنا وغیرھم واطبق علیہ المحدثون وفی مسلم الثبوت ان کان من الصحابی
یقبل مطلقا اتفاقا ولا اعتداد لمن خالف اھ وانما سماہ البیہقی منقطعا علی
اصطلاح لہ ولشیخہ الحاکم ان المبہم ایضا من المنقطع فی التقریب والتدریب
(اذا قال) الراوی فی الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاکم) ھو
(منقطع لیس مرسلا وقال غیرہ مرسل) قال العراقی کل من القولین خلاف ما
علیہ الاکثرون فانہم ذھبوا الی انہ متصل فی سندہ مجہول وزاد البیہقی
علی ھذا فی سننہ فجعل ما رواہ التابعی عن رجل من الصحابۃ لم یسم مرسلا
اھ مختصرا وفیہا النوع العاشر المنقطع الصحیح الذی ذھب الیہ الفقہاء
والخطیب وابن عبدالبر وغیرھما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسنادہ
علی ای وجہ کان انقطاعہ) فھو والمرسل واحد (واکثر ما یستعمل فی
روایۃ من دون التابعی عن الصحابۃ کمالک عن ابن عمر وقیل ھو ما اختل
منہ رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوفا کان) الرجل (او
مبہما کرجل) ھذا بناء علی ما تقدم ان فلانا عن رجل یسمی منقطعا وتقدم ان
الاکثرین علی خلافہ ثم ان ھذا القول ھو المشہور بشرط ان یکون الساقط واحدا
فقط او اثنین لا علی التوالی کما جزم بہ العراقی وشیخ الاسلام اھ ملخصا۔
ثانیہا لیس المبہم من المجہول المقبول عندنا وعند کثیر من الفحول او
اکثرھم فان الراوی اذا لم یروعنہ الا واحد فمجہول العین نمشیہ نحن و
کثیر من المحققین واذا زکی ظاھرا لا باطنا فمستور نقبلہ نحن واکثر المحققین

کما بینته فی منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین وظاهر ان شیئا من هذا لا
یعرف الا بالتسمیة فالمبهم لیس منهما فی شیئ بل هو کمجهول الحال الذی لم
تعرف عدالته باطنا ولا ظاهرا وان خصصناه ایضا بمن سمی فلیس من المجهول
المصطلح علیه اصلا وان کان یطلق علیه اسم المجهول نظرا الی المعنیٰ اللغوی
وتحقیق الحکم فیه ان ابهام راو غیر الصحابی بغیر لفظ التعدیل کحدثنا
ثقة لیس کحذفه عندنا فی القبول فان الجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد
بخلاف الاسناد قال فی مسلم الثبوت وشرح فواتح الرحموت (قال رجل لا یقبل
فی) المذهب (الصحیح) ولیس هذا کالارسال کما نقل عن شمس الائمة لان
هذا روایة عن مجهول والارسال جزم بنسبة المتن الی رسول الله صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم وهذا لایکون الا بالتوثیق فافترقا (بخلاف) قال ثقة اورجل
من الصحابة لان هذا روایة ثقة لان الصحابة کلهم عدول (ولو اصطلح
علی معین) معلوم العدالة علی التعبیر برجل (فلا اشکال) فی المقبول اھ **اقول**
ویتراأی لی استثناء من ابهم وقد علم من عادته انه لایروی الا عن ثقة کامامنا
الاعظم والامام احمد وغیرهما ممن سمیناهم فی منیر العین فان المبهم اما
من مجهول الحال او کمثله وقد صرحوا فیه بهذا التفصیل قال فی الکتابین
(فی روایة العدل) عن المجهول (مذاهب) احدها (التعدیل) فان شان
العدل ان لایروی الا عن عدل (و) الثانی (المنع) لجواز روایته تعویلا علی
المجتهد انه لایعمل الا بعد التعدیل (و) الثالث (التفصیل بین من علم)
من عادته (انه لایروی الا عن عدل) فیکون تعدیلا (اولا) فلا (وهو) ای الثالث
(الاعدل) وهو ظاهر اھ باختصار۔

ثالثها لیس الحکم علی کافر معلوم الکفر لاسیما المدرک صحبة لغویة
بطریان الاسلام من باب الفضائل المقبول فیه الضعاف باتفاق الاعلام
کیف وانه یبتنی علیه کثیر من الاحکام کتحریم ذکره الا بخیر ووجوب تعظیمه

وطلب الترضی علیه اذا ذکر بعد ماکان ذاک سراما بل ربما الخیر الی الکفر والعیاذ بالله تعالیٰ وقبول قوله فی الروایات ان وقعت الی غیر ذلک والیقین لایزول
بالشک والضعیف لایرفع الثابت، وانما السر فی قبول الضعاف حیث تقبل انها
ثمه لم تثبت شیئا لم یثبت کما حققناه بما لامزید علیه ما دفع الاوهام
المتطرقة الیه فی رسالتنا الهاد الکاف فی حکم الضعاف فاذا لم تکن لتثبت ما لم
یثبت فکیف ترفع ما قد ثبت ما هذا الاغلاط وشطط وهذا وانه بحمد الله فاتضح
بحمد الله تعالیٰ ان الروایة ضعیفة واهیة وانها فی اثبات ما ریم منها غیر
مغنیة ولا کافیة هکذا ینبغی التحقیق والله تعالیٰ ولی التوفیق۔

ثانیاً اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو اُن احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی
لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل **اقول** جواب
اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ
قادح صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال
مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی
اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس[131] میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی[132] سے ہے: والصحیح من الحدیث
قد اثبت لابی طالب الوفاة علی الکفر والشرک کما رویناه فی صحیح البخاری۔
یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود
بعینہٖ اسی طرح مواہب[133] میں ہے۔ عمدہ[134] میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان
سے ہے: ولو کان صحیحا لعارضه حدیث الباب لانه اصح منه فضلا عن
انه لم یصح۔

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے: وعلی تقدیر ثبوتها فقد عارضها ما هو اصح منها۔
پھر حدیث دوم لکھ کر فرمایا: فهذا هو الصحیح الذی یرد الروایة التی ذکرها ابن اسحٰق
یہ حدیث روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے شرح ہمزیہ کی عبارت اوپر گزری صراحۃً

الاحادیث المتفق علی صحتہا ترہ ذالك صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج النبوۃ[۱۳۵] میں ہے: در احادیث و اخبار اسلام وے ثبوت نیافتہ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چون قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن اخی واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو اورا بدن و در روایتی آمدہ کہ آں حضرت گفت من نشنیدم با آنکہ حدیث اثبات کردہ است برای ابو طالب کفر را اھ مختصراً۔

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنی دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

ل قول شیخ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ بر باین عبارت **اقول** ایں استثنا منقطع ست ائمہ فن ہمچو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی و امام ابن حجر مکی و غیرہم تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیراکہ در وراوے مبہم واقع شدہ باز بمخالفت صحاح منکرست و شیخ در اٰخر کلام خود اشارہ بضعف او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔ دوم قول شیخ و در روایتی آمدہ بر بایں الفاظ **اقول** این لفظ ایہام میکند آن را کہ اینجا دو روایت ست و روایت مذکورۂ ابن اسحٰق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تتمۂ ہمان روایت ابن اسحاق ست برین معنی آگاہ باید بود۔

ثالثاً خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔ یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔

اصابہ[۱۳۶] میں بعد عبارت مذکورۂ قریبہ ہے: اذ لوکان قال کلمۃ التوحید ما نھی اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار لہ **اقول** استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت

مدیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم یاذن لی کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ للمشرکین و لفظ اصحٰب الجحیم سے اولیٰ و انسب ہے اگر کلمۂ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا اصحاب نار سے کیوں ٹھہراتا لاجرم یہ روایت بے اصل ہے

رابعاً اقول اس میں ایک علت اور ہے حدیث صحیح چہارم دیکھیے خود یہی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پُوچھتے ہیں یارسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرما دی کہ ٹخنوں تک آگ ہے میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اُس کا ٹھکانا تھا۔ سبحٰن اللہ اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جانا گزرے ہُوئے سب اعمالِ بد کو ڈھا دیتا ہے۔ کیا وُہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے قصے نصرت و یاری و حمایت و غمخواری یہ نہیں کہتے یارسول اللہ! وُہ تو کلمۂ اسلام پڑھ کر مرا ہے یہ پُوچھتے ہیں کہ حضور نے اُسے بھی کُچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتی کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے وہ حالت صحیح ہوتے تو پرواز سوال یُوں ہوتا کہ یارسول اللہ! ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہُوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عزّ وجل نے فردوسِ اعلیٰ کا کون سا محل اُنھیں کرامت فرمایا تو نظرِ انصاف میں یہ سوال ہی اِس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضحہ ہے اور جواب تو جو ارشاد ہُوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے فتوائے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ[۱۳۷] زرقانی نے بھی اِس کی طرف ایما کیا، فرماتے ہیں: فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحٰق لانہ لوکانت الشہادۃ عندہ لم یسئل لعلمہ بحالہ **اقول** یونہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہا جن کی طرف اس کی روایت نسبت کی جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وُہ حضور پُر نور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابوطالب کے بارے میں وُہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اِس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابوطالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغییر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاطل فافہم۔

خامسا یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہُوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہُوتے ہیں اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کا کلمہ پڑھنا نہ سُنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا۔ یہی ارشاد ہُوا کہ ہم نے نہ سُنا اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وُہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہوسکتی ہے **اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اُس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعٰی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت نہ ہُوا کہ ابوطالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہُوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اِس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سہیلی[148] نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی[149] و امام قسطلانی[150] نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے: قال السہیلی ان العباس قال ذٰلک فی حال کونہ علی غیر الاسلام ولو اداھا بعد الاسلام لقبلت منہ **اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے مسامع قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا ورنہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس انفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وُہ امر عظیم محبوب وقوع میں آئی ایسے سہل

لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سُنتے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دُوسرا اُس کا قبول کرنے والا کون۔ وبھذا التحقیق الانیق اسنا رد للہ الحمد ان الامام العینی لقد احسن اذ اقتصر فی نقل کلام الامام السہیلی علی ما مرو نعما فعل اذ لم یتعد الی ما تعدی الیہ الامام القسطلانی وتبعہ العلامۃ الزرقانی حیث اثر کلامہ برمتہ واقرا علیہ وھذا لفظھما (اجیب) کما قال السہیلی فی الروض (بان شہادۃ العباس لابی طالب لو اداھا بعد ما اسلم کانت مقبولۃ ولم ترد) شہادتہ (بقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لم اسمع لان الشاھد العدل اذا قال سمعت وقال من ھو اعدل منہ لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع) قال السہیلی لان عدم السماع یحتمل اسبابا منعت الشاھد من السمع (ولکن العباس شہد بذلک قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادتہ اھ فلیس الکلام فی ان عباسا اثبت والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفی فھما شہادتان جاءتا عندنا احدھما تثبت والاخری تنفی فنقدم التی تثبت لو کان صاحبھا عدلا ومعاذ اللہ ان تقدم علی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقبل شہادۃ العباس ولم یرکن الیھا فھو صلی اللہ علیہ وسلم قاض لا شاھد اخر وانما الشاھد العباس وحدہ فاذا لم یقبلھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمن یقبلھا بعدہ ھذا ما عندی وانا فی عجب عاجب ھھنا من کلام ھؤلاء الاعلام الاکابر فامعن النظر لعل لہ معنی قصرت عنہ ید فہمی القاصر۔ یہ اجوبہ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی و وافی و صافی ہیں۔ وانا **اقول** وباللہ التوفیق۔

سادسا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت، انھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً و متناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و صحیح پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلا دافع۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے تو یہ تو کسی کے مٹائے مٹا نہیں یہ دوسری

حدیث کہ فرضاً اُسی پلہ کی صحیح وجلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابوطالب نے اخیر وقت لا الٰہ
الا اللہ کہا یہ نہیں بتاتے کہ وُہ وقت کیا تھا آخر وقت دو ہیں ایک وُہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں
اور وقت قبول ایمان ہے دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو پردے اُٹھ جائیں
جنت ونار پیشِ نظر ہوجائیں یؤمنون بالغیب کا محل نہ رہی کافر کا اس وقت اسلام لانا
بالاجماع مردود ونامقبول ہے اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا
باسنا سنۃ اللّٰہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالك الکٰفرون رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللّٰہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر رواہ احمد والترمذی
وحسنہ وابن ماجۃ والحاکم وابن حبان والبیھقی فی الشعب کلھم عن سیدنا
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع
اُن احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے متناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو
رد کیے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت واحادیث سب حق وصحیح
ٹھہرتے ہیں اور تناقض وتعارض بے تکلف دفع ہُوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر
کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہٰذا حکم شرک ونار برقرار رہا قال اللہ تعالیٰ
حتی اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل
وانا من المسلمین ۝ اٰلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ۝ صورت اولیٰ
ظاہر البطلان لہٰذا شق اخیر ہی لازم الاذعان اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی
تو قطعاً یہی صورت واقع ہُوئی اور وُہ ضرور قرین قیاس بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اُن کے قریب مرگ ہی جلوہ فرما ہُوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفار قریش سے وہ
محاورات ہُوئے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باربار باصرار دعوتِ اسلام فرمائی
کفار نے ملّتِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی آخر پچھلا جواب وُہ دیا کہ ابوطالب ملت جاہلیت
پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اُٹھے غیب سامنے
آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر
کالمعاینۃ اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اب لا الٰہ الا اللہ کی

قدر آئی کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہُوئی مگر بے سُود کہ وقت نکل چکا تھا
انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم تو حضرت عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن وحدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور
رہا والعیاذ باللّٰہ رب العٰلمین۔

سابعاً اس سے بھی درگزریے یہ بھی مانا کہ حالت غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے دل کے حال کا عالم خدا ہے
کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافر بتائے تو ہم اُس کے
کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام
نہیں جب دلوں کا مالک اُس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و
اسلام نہیں آخر نہ سُنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشھد
انك لرسول اللّٰہ کہنے پر کیا ارشاد ہُوا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ ان
المنٰفقین لکٰذبون ۝ غرض لاکھ جتن کیجیے آیت برأت سے برأت ملے یہ شدنی نہیں
رہے گی ہماں آتش درکاسہ کہ تبین لھم انھم اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ والعیاذ باللّٰہ
رب العلمین اللّٰھم ارحم الراحمین صل وسلم وبارك علی السید الامین
الاتی من عندك بالحق المبین اللھم بقدرتك علینا وفاقتنا الیك ارحم
عجزنا یا ارحم الراحمین اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للّٰہ رب العٰلمین
لا الٰہ الا اللّٰہ عدۃ للقاء اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ودیعۃ عند اللّٰہ ولا حول ولا
قوۃ الا باللّٰہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا محمد واٰلہ اجمعین والحمد
للّٰہ رب العٰلمین بحمد اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروجہ احسن فراغ پایا وھناك
شبہ اخری اوھن واھون لم نوردھا اذلم تعرض ولم تعرف فلا نطیل
الکلام بایرادھا ولنطوھا علی غرھا لبیعادھا اب بقیہ سوال کا جواب لیجیے اور اس
رسالہ میں جن ائمہ وعلماء وکتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کردیجیے
نہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہٰذا

تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلك عشرة کاملہ جلوہ دکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابوطالب کا کفر اد لّہ کالنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کما ھو الظاھر تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء الیسی دعا سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ کما فی الصحیحین وقد بیناہ فی رسالتنا ذیل المدعا لاحسن الوعا التی ذیلنا بھا رسالة احسن الوعاء لأداب الدعاء لخاتمة المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد علماء نے کافر کے لیے دعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے پھر دعائے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد یرضٰی بما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل امام محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں: صرح الشیخ شھاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرة للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولھٰذا قال المصنف وغیرہ ان کانا مؤمنین۔ یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اُس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وُہ مسلمان ہوں۔ پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انہ کفر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبہ النصوص القطعیة بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت فالحق ما فی الحلیة۔

درمختار میں ہے: الحق حرمة الدعاء بالمغفرة للکافر حق یہ ہے کہ کافر کی

دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحرالرائق میں ہے:

اقول وما نحا الیہ العلامة الشامی من عدم جواز عفو الکفر عقلا فانما بتع فیہ الامام النسفی صاحب عمدة الکلام وشرذمة قلیلة من اھل السنة و الجمھور علی امتناعہ شرعا وجوازہ عقلا کما فی شرح المقاصد والمسامرہ وغیرھما وبہ تقضی الدلائل فھو الصحیح وعلیہ التعویل فاذن الحق ما ذھب الیہ البحر وتبعہ فی الدر وتمام الکلام فی ھذا المقام فیما علقناہ علی رد المحتار۔

ہاں ابولہب و ابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے ابوطالب کی عمر خدمت وکفالت ونصرت وحمایت حضرت رسالت علیہ وعلی الہ الصلاة والتحیة میں کٹی اور یہ ملاعنہ در پردہ وعلانیہ درپے ایذا و اضرار رہے کہاں وُہ جس کا وظیفہ مدح وستائش ہو اور کہاں وُہ شقی جس کا ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر تسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود و متمرد و عدو و معاند ہمہ تن کسر بیضۂ اسلام میں مشغوف ع

بہبیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اشقیا اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں کہ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور اُن کے نیچے آگ کی تہیں لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے لحاف سراپا آگ ہر طرف سے آگ والعیاذ باللہ رب العٰلمین بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر و عذاب اور اس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں ہر جگہ

فرق زمین و آسمان پھر مماثلت کہاں نسأل اللہ سلوک سوی الصراط و نعوذ باللہ من التفریط والافراط۔

فصل نہم

اُن ائمۂ دین و علمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری **فمن الصحابۃ**

١۔ امیرالمومنین صدیق اکبر
٢۔ امیرالمومنین فاروق اعظم
٣۔ امیرالمومنین علی مرتضیٰ
٤۔ حبرالامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس
٥۔ حافظ الصحابۃ سیدنا ابوہریرہ
٦۔ صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیّب بن حزن قریشی مخزومی
٧۔ حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
٨۔ سیدنا ابوسعید خدری
٩۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری
١٠۔ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق
١١۔ سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
١٢۔ حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے **ومن التابعین** (١٣) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم (١٤) امام عطاء بن ابی رباح اُستاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (١٥) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۂ ائمہ محدثین ومفسرین تابعین سے ہیں (١٦) سعید بن محمد ابوالسفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (١٧) امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ومن تبع تابعین** (١٨) عالم المدینۃ امام دارالہجرۃ سیدنا

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (١٩) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (٢٠) امام تفسیر مقاتل بلخی (٢١) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ منا السفاح ومنا المنصور ومنا المہدی ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں مہدی رواہ الخطیب وابن عساکر وغیرہما بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی قال الذہبی اسنادہ صالح بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے رواہ کذلک الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس و ابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رضاہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی امام ابوجعفر منصور نبیرزادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ومن اتباع التبع ومن یلیہم** (٢٢) امام الدنیا فی الحفظ والحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (٢٣) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (٢٤) امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (٢٥) امام ابوعبداللہ بن یزید ابن ماجہ قزوینی یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبداللہ بن المعتز کا ہے۔ **وممن بعدہم من المفسرین** (٢٦) امام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی (٢٧) امام ابواسحٰق زجاج ابراہیم بن السری (٢٨) جاراللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری (٢٩) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط ووسیط ووجیز (٣٠) امام اجل محمد بن عمر فخرالدین رازی (٣١) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی مکمل الکبیر (٣٢) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرافی شفار صاحب تقریب (٣٣) امام ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی (٣٤) امام علامۃ الوجود مفتی ممالک رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی (٣٥) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیر بہ خازن (٣٦) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی (٣٧) علامہ سلیمان جمل وغیرہم من یانی۔ **ومن المحدثین والشارحین** (٣٨) امام اجل احمد بن حسین بیہقی (٣٩) حافظ الشام ابوالقاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر (٤٠) امام

ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری (۴۱) امام ابوالقاسم
عبدالرحمٰن بن احمد سہیلی (۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی
(۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم (۴۴) امام ابوالسعادات
مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ وجامع الاصول (۴۵) امام
جلیل محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح
مشکوٰۃ (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری (۴۸) علامہ
مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی صاحب القاموس (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل
شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی (۵۱)
امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول (۵۲) امام
خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۵۳) امام شہاب الدین
ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری (۵۴) علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی
تلمیذ امام شمس الدین سخاوی (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی (۵۶) مولانا
الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین
مناوی (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی
اخباری (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب (۶۱)
امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی (۶۲) علامہ شہاب الدین
احمد خفاجی شارح شفا (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۶۴) علامہ محمد حفنی
محشے افضل القری (۶۵) علامہ طاہر فتنی مختصر نہایہ (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن
سیف الدین بخاری دہلوی (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری
(۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم ممن مضی ویجئ ومن
الفقہاء والاصولیین (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان
الدین فرغانی صاحب ہدایہ (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز
(۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ

(۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری
صاحب مواہب الرحمٰن (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ (۷۶) علامہ سعدالدین
مسعود بن عمر تفتازانی (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر (۷۸) ملک العلماء
بحرالعلوم عبدالعلی محمد لکھنوی (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی (۸۰) علامہ سید محمد افندی
ابن عابدین شامی وغیرہم ممن تقدم رحم اللہ تعالیٰ علماءنا جمیعا من تاخر
منہم ومن تقدم آمین۔

فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول درباره ابوطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کُتبِ تفسیر

۱- معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی
(۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للمفتی العلامۃ العمادی (۵) کشاف حقائق
التنزیل للزمخشری (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملۃ المفاتیح للشمس الخوبی (۸)
جلالین (۹) فتوحات الٰہیہ للشیخ سلیمٰن (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ الشہاب
(۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی
(۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) لباب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن (۱۶) الاحکام
لبیان مافی القرآن من الابہام للعسقلانی۔

کتبِ حدیث

(۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد (۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبیٰ
نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ (۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند
امام شافعی (۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوٰۃ المصابیح (۲۹)

تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۳۰) جامع صغیر (۳۱) منہج العمال للامام المتقی (۳۲) کنز العمال لہ (۳۳) منتخب کنز العمال لہ (۳۴) مصنف عبد الرزاق (۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابی داؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحٰق بن راہویہ (۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسٰی بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحٰق لیونس بن بکیر (۴۱) صحیح ابن خزیمہ (۴۲) منتقی ابن زود (۴۳) مسند بزار (۴۴) مسند ابی یعلی (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط لہ (۴۷) فوائد تمام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز لمروزی (۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شبہ (۵۱) کتاب ابی بشر (۵۲) فوائد سمویہ (۵۳) مستخرج اسماعیلی (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوۃ (۵۸) سنن سعید بن منصور (۵۹) مسند فریابی (۶۰) مسند عبد بن حمید (۶۱) تفسیر ابن جریر (۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم (۶۴) تفسیر ابو الشیخ (۶۵) تفسیر ابن مردویہ (۶۶) مغازی ابن اسحاق علی ما فرزنا وحررنا۔

شروح حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی (۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی (۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری (۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی (۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی (۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی۔

کتب فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی (۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ (۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیہ شرح منیہ للمحقق الحلبی (۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی (۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی (۸۶) برہان شرح مواہب الرحمٰن کلاہما للطرابلسی۔

کتب سیر

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ (۸۸) شرح مواہب للزرقانی (۸۹) صراط المستقیم للمجد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ (۹۱) مدارج النبوۃ لہ (۹۲) خمیس للدیار بکری (۹۳ اسعاف الراغبین للصبان (۹۴) روضۃ الاحباب (۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہی (۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتب عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۸) فقہ اکبر للامام الاعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی (۱۰۰) اصابہ فی تمییز الصحابہ للامام ابن حجر (۱۰۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام السیوطی (۱۰۲) افضل القری لقراء ام القری للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح الشفا لعلی القاری (۱۰۴) نسیم الریاض للخفاجی (۱۰۵) حفنی شرح الہمزیہ (۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم (۱۰۸) التقریر والتحریر فی الاصول للعلامۃ ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر (۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاہما للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی للحافظ المحب الطبری۔

تذییل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی :

(۱۱۲) شرح عقائد نسفی (۱۱۳) شرح عقائد عضدی (۱۱۴) سیرت ابن ہشام (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن (۱۱۶) میزان الاعتدال (۱۱۷) تقریب التہذیب (۱۱۸) تقریب امام نووی (۱۱۹) تدریب امام سیوطی (۱۲۰) مسلم الثبوت (۱۲۱) درمختار (۱۲۲) تاریخ الخلفاء (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ (۱۲۴) صحیح ابن حبان (۱۲۵) القاب شیرازی (۱۲۶) استیعاب

ابو نعیم (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۲۸) مسند الفردوس دیلمی (۱۲۹) خادم الامام بدرالدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام ونسألہ حسن الختام۔ پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اُس کا نام معتبر الطالب فی شیون ابی طالبؓ رکھا اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسبِ حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط کافی کو کام میں لایا اور اُسے اُس اجمالِ اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا لہٰذا شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؓ ۱۳۱۶ھ اس کا نام رکھا اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام والحمد للہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد ھادی الانام وعلیٰ آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلینا بہم ولہم الیٰ یوم القیام آمین یا ذا الجلال والاکرام واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم